”اقوام متحدہ اور عورتوں کی صحت“

سعیدہ گوپانگ

گزشتہ دنوں 18 جون 2009ء کو اقوام متحدہ کے جنیوا کانفرنس میں انسانی حقوق کونسل نے ایک متفقہ قرارداد پاس کی گئی جس میں Materual Moratity(MMR) کو انسانی حقوق کے طور پر لیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ کے گزشتہ اجلاس میں پوری دنیا کے ممالک سے گزارش کی گئی تھی کہ دنیا کے سارے ممالک اس اہم مسئلے کے حل کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ دنیا بھر سے مختلف خطوں کے 84 ممالک نے اس اہم مسئلے پر اقوام متحدہ کا بھرپور ساتھ دیا اور ایک مشترکہ بیان Steatment جاری کیا اس وقت ہمارے ملک نے اس کی حمایت نہیں کی اور اپنا موقف ظاہر کیا کہ MMR کو انسانی حقوق کونسل میں شامل نہیں کیا جاسکتا اور یہ سراسر ایک اندرونی انتظامی مسئلہ ہے۔ لیکن عین اقوام متحدہ کے سیشن برائے انسانی حقوق کونسل کے شروع ہونے سے پہلے پاکستان نے بھی اس کی حمایت کی۔

انسانی حقوق کونسل میں اس قرارداد کی منظوری کے لیے ہمارے ملک کی سول سوسائٹی اور خاص طور World Population Fouadati نے اہم کردار ادا کیا۔

اقوام متحدہ سے اس قسم کی قرارداد کا پاس ہونا نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے اور خاص طور ہمارے جیسے ترقی پذیر ملک جس میں MMR کے حوالے سے موت کی شرح خطرناک حد تک بڑھی ہوئی ہو ایک خوش آئند بات ہے۔ ہماری حکومت نے اس قرارداد کی حمایت کر کے اپنی جمہوری اور عوام دوست حکومت ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اب اس قرارداد کے منظور ہونے سے پوری دنیا خاص طور پر تیسری دنیا جہاں پر یہ مسئلہ خطرناک حد تک بڑھ چکا ہے۔ اب اسے اولیت کی بنیاد پر حل کرنے کی کوششیں کی جائیں گی اور حکومتوں کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کے حوالے سے کام کرنے والی مختلف تنظیمیں NJO,s اور سول سوسائٹی بھی اب بہتر طریقے سے اپنا کردار ادا کرسکیں گی۔ ہمارے ملک میں صحت کے حوالے سے جو سہولیات میسر ہیں ان سے ہم سب بخوبی واقف ہیں خاص طور پر عورتوں کے ساتھ ڈلیوری کے دوران، اس سے پہلے اور اس کے بعد ہونے والی صورتحال کے پیش نظر خواتین کی ڈلیوری کی وجہ سے اموات کی شرح اگر دیکھی جائے تو عورتوں میں مختلف بیماریوں، حادثات اور دوسری وجوہات کی وجہ سے اموات میں 100 میں سے 20 فیصد اضافہ اموات MMR کی ہیں۔ جو کہ کسی بھی مرض کی شرح سے بہت زیادہ ہے اور Ration Live Birth ایک لاکھ پر 276 ہے جو بھی تشویشناک ہے۔ دوران ڈلیوی خواتین میں اموات کی چند اہم وجوہات ہیں جن میں احتیاطی تدابیر نہیں اختیار کی جاتیں اور لاپرواہی کی وجہ سے عورتیں موت کا شکار ہوجاتی ہیں۔

(5)Abortion (4)Eclampsia (3)Obstracted Labour (2)Hammorhage (1)Sepsis مندرجہ بالا وجوہات ایسی ہیں جن کو اگر پہلے سے تدابیر اختیار کی جائیں تو ان کی وجہ سے جو اموات ہوتی ہیں انہیں کسی حد تک کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان اہم وجوہات کی بناء پر ہماری یہاں زیادہ تر خواتین صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے گھروں میں قائم جعلی کلینکس پر جا کر دائیوں، غیر تربیت یافتہ نرسوں اور جعلی لیڈی ڈاکٹرز اور گائنالوجسٹ کے پاس علاج کی غرض سے جاتی ہیں اور صحت کے بدلے مزید کچھ بیماریاں یا موت خرید لاتی ہیں۔

محترمہ ریحانہ کو ان کی دادی نے اپنے علاقے میں موجود ایک میٹرنٹی ہوم میں جانے کا مشورہ دیا جہاں یہ موجود لیڈی ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد اسے بتایا کہ یہ ایک نارمل ڈلیوی ہوگی اور کوئی پرابلم نہ ہوگی۔ ڈلیوری کے لیے جب محترمہ ریحانہ میٹرنٹی ہوم گئیں تو لیڈی ڈاکٹر اس وقت موجود نہ تھی اس کی غیر موجودگی میں وہاں پر موجود نرس نے اس کی ڈلیوری کروانے کی ذمہ داری سنبھال لی۔ ڈلیوری جلد نہ ہونے کی صورت میں اس نرس نے اسے ایک Drip اور انجکشن دیا جس کے بعد اس کی ڈلیوری جو کہ ایک نارمل ڈلیوری تھی اس میں پرابلم ہوگئی اور بچے کا سر Uuerus میں پھنس گیا اور دوران ڈلیوری بچے کی موت واقع ہوگئی۔

محترمہ ریحانہ کے لیے یہ ایک دردناک صدمہ تھا۔ حالانکہ پہلے سے بتایا گیا تھا کہ اس کی نارمل ڈلیوری ہوگی۔ لیڈی ڈاکٹر کی غیر موجودگی میں ایک نرس کی کارستانی کی وجہ سے ایک ماں کی گود میں اس کے زندہ بچے کی جگہ ایک معصوم لاش دی گئی اور بدلے میں 2000 روپے بطور فیس وصول کیے گئے۔

یہ صورتحال ہے ہمارے یہاں کے میٹرنٹی ہومز اور کلینکس کی اور دوسری طرف اس سے بھی خطرناک صورتحال ہمارے یہاں گھروں میں قائم جعلی کلینکس کی ہے جہاں پر زیادہ تر دائیاں اور اسپتالوں میں کام کرنے والی آیاؤں اور نرسوں نے خدمت کا بیڑا اٹھا ہوا ہے اور انسانی جانوں سے کھلے عام کھیل رہی ہیں اور انہیں روکنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ ایسی ہی ایک نرس کے گھر میں قائم کلینک میں محترمہ روزینہ گائنی مسئلے کی وجہ سے صفائی کرانے جاتی ہیں وہ نرس سے زیادہ تر دوسری نرسوں اور دائیوں کی طرح غیر تعلیم یافتہ اور غیر تربیت یافتہ ہونے کے باوجود اپنا کلینک قائم کیے ہوئے ہیں۔ اپنے اس کلینک میں وہ محترمہ روزینہ کا بغیر Local Anthesia کے جس میں مریض کو نیم بے ہوش کیا جاتا ہے تاکہ کم تکلیف محسوس ہو۔ اس کے بغیر ہی مریضہ کی صفائی کرتی ہے جس کی وجہ سے مریضہ شدید تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے۔ ایک انسان کی جب اس طرح اندر سے کاٹا جائے تو اسے جو تکلیف ہوئی ہوگی اس کا صحیح اندازہ تو صرف وہ مریض خود ہی لگا سکتا ہے جو اس عمل سے گزرا ہو۔

اس قسم کے غیر تربیت یافتہ معالجوں کی وجہ سے مریض صحت یاب ہونے کے بجائے مریض مزید ذہنی، جسمانی اور مالی پریشانیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اس طرح محترمہ روزینہ بھی جعلی لیڈی ڈاکٹرز کے علاج سے انفیکشن اور دوسرے کئی پیچیدہ مسائل کا شکار ہو کر کئی ماہ تک تکلیف کے عالم میں مختلف ڈاکٹرز اور کلینکس پر اپنا وقت اور پیسہ ضائع کرنے کے بعد بمشکل کہیں جاکر صحت یاب ہوسکی۔ محترمہ روزینہ تو ان خوش قسمت خواتین میں سے ہے جو زندہ بچ گئیں اور اپنی حالت زار سنا سکیں لیکن کتنی ایسی خواتین جو ان Unsafe Proviates کے ہاتھوں موت کا شکار ہوجاتی ہیں ان کی داستان کون سنائے گا۔

خواتین جو اس قسم کے Unsafe Proviates کے پاس جاتی ہیں وہ یا تو موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں یا پھر ان کا کیس اس حد تک بگڑ جاتا ہے کہ وہ دیگر کئی مسائل کا شکار ہوجاتی ہیں۔ اس قسم کے Unsafe Proviates سے علاج کروانا انتہائی خطرناک ہے۔ لیکن ہمارے یہاں زیادہ تر خواتین اس اہم مسئلے سے ناواقفیت کی بناء پر ان معالجوں کے پاس چلی جاتی ہیں جنہیں وہ اپنی لاعلمی کی بناء پر ایک مستند ڈاکٹر سمجھتی ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ جہاں پر اس اہم انسانی حقوق کے مسئلے MMR کو انسانی حقوق کونسل برائے اقوام متحدہ میں شامل کروانے میں اپنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ وہاں فوری طور پر ملکی سطح پر اس قسم کے غیر قانونی کلینکس اور ڈاکٹرز کے خلاف قانون کے تحت کارروائی تاکہ اس اہم مسئلے کو حکومتی کوششوں سے جلد از جلد حل کیا جاسکے۔